SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:3 (2024) PAGE NO: 392-404
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdul Qudoos Hassan Rashid, Dr. Quratulain Sardar, & Dr. Mufti Hafeez ur Rehman. (2024). Maulana Aziz Danish A lost Academic and Literary Personality of Hyderabad : مولانا عزیز دانش حیدر آباد کی ایک گم گشتہ علمی و ادبی شخصیت. *Shnakhat*, 3(3). Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/363

" Maulana Aziz Danish
A lost Academic and Literary Personality of Hyderabad

مولانا عزیز دانش
حیدر آباد کی ایک گم گشتہ علمی و ادبی شخصیت "

Abdul Qudoos Hassan Rashid[1] **Dr.Quratulain Sardar**[2]

Dr.Mufti Hafeez ur rehman[3]

Lecturer department of Urdu GC University Hyderabad
Assistant Pro department of English and Literature GC University Hyderabad
Assistant Pro department of Islamic GC University Hyderabad

Abstract

Hyderabad, the heart of the Mehran valley, has given the country and the nation many outstanding personalities. Among these personalities, there are people associated with every field of life. The same is the case in poetry and prose. There are other aspects that are worth mentioning but are ignored. The same is the case with Maulana Aziz Danesh. Maulana Aziz Danish is a religious scholar as well as a good poet and prose writer. Maulana Aziz Danish was born in 1926 in Rewari district of undivided India. He prayed for death in 2007 by playing a rich role in poetry. Thirty-five (35) books have been left behind. Despite his Muslim literary status, there is no mention of him in any literary mention of Hyderabad Sindh. In view of his importance, it was necessary that he should be kept in the dark corner. Should be brought to light so that this genius workman of the past will pass in the future at least in the poetry literature of Hyderabad.

Keywords: Hyderabad, Sindh, Aziz Danish, religious scholar, Poet , Prose writer, Rewari, India, 35 books, brought to light.

ابتدائیہ

حیدر آباد سندھ کے شعرا کے اب تک ۱۹تذ کرے منظر عام پر آ چکے ہیں یہ تذ کرے دراصل حیدر آباد کے شعری ماحول کا عکس ہیں اور شعر و سخن کی رفتار سمجھنے میں مدد و معاون ہیں لیکن اِن تذ کروں میں تمام شعرا کے تذ کرے نہیں ہیں بس جس تذ کرہ کو ذرا سی محنت پر جو کچھ ہاتھ آیا اُس نے اُسی پر اکتفا کیا۔اِن تذ کروں میں صرف ایسے شعرا سامنے آتے ہیں جنھوں نے مشاعرے پڑھے ہیں یا پڑھتے ہیں اس سے باہر شاید کوئی ایسا شاعر ہو جس کا ذکر تذ کروں میں ہو اور اِن تذ کروں میں بھی یہ اہتمام بر قرار نہیں رہ سکا ہے۔اس کی ایک مثال عزیز دانش ہیں جنھوں نے مشاعروں میں مشاعرے پڑھے ہیں اگرچہ کم پڑھے ہیں اس کے باوجود پاکستان بالخصوص اہلِ سخن حیدر آباد کے نزدیک عزیز دانش گمنام شاعر ہیں البتہ ان کا ایک تذ کرہ بہ طور نعت گو شاعر ''سندھ کے نعت گو'' میں ماہ نامہ '' نعت '' لاہور[۱] میں ہے۔

عزیز دانش امدادی کا پورا نام مع تخلص عزیز الرحیم دانش امدادی ہے۔کل پانچ بہن بھائی تھے۔بھائیوں میں مفتی عبدالحکیم سکھروی سب سے بڑے اور سیف الرحیم اور عبدالاوّل چھوٹے تھے۔ ۰۴فروری ۱۹۲۶ء کو ریواڑی ضلع ہریانہ کے راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے[۲]۔ تقسیم ہند کے فوراً بعد ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی اور حیدر آباد چلے آئے۔ریواڑی میں درس نظامی کر رہے تھے کہ تقسیم ہند ہوگئی۔[۳]ادیب اردو، مولوی، مولوی عالم اور مولوی فاضل کے سند یافتہ ہیں۔[۴] تخصص فی الفقہ جامعہ دارالعلوم کراچی سے کیا۔یک شادی کی جس سے چار اولاد ہوئیں ان کے نام بالترتیب یہ ہیں: طارق الامین، صبّار دانش، صادق الامین اور [مفتی] فیضان العزیز دانش ہیں عزیز دانش ایک عالم دین تھے عملی زندگی کا آغاز شعبۂ درس وتدریس سے کیا۔فقہ، عربی وفارسی پڑھایا کرتے تھے۔مدرسہ ریاض العلوم لیاقت کالونی حیدر آباد کے بانیان اور ابتدائی مدرسین میں شامل ہیں۔ایک دینی درس گاہ'' مدرسہ دینیات'' ٹاور مارکیٹ حیدر آباد میں قائم کیا جس کے مہتمم تھے اور بہ طور استاد ادب وتفسیر کے پڑھاتے تھے۔۷اگست ۲۰۰۷ء کو انتقال کیا۔[۵]

۱۵ جنوری ۱۹۵۰ء کو انجمن احبابِ ملت حیدر آباد سندھ قائم کی اس انجمن کے تحت ایک نیم سرکاری اسکول دارالعلوم اسکول جیل روڈ کی انتظامیہ کی اجازت سے ۱۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو شبانہ اسکول قائم کیا جس میں تعلیم بالغان کا سلسلہ شروع کیا۔۱۴دسمبر ۱۹۵۱ء کو مسلم راجپوت برادری پاکستان کی پہلی مجلس منتظمہ کے لیے نائب معتمد منتخب ہوئے۔۱۹۵۱ء کے آخر یا ۱۹۵۲ء کے اوائل میں مارکیٹ ٹاور پر مدرسہ ''درس گاہ دینیات'' قائم کیا جو تاحال قائم ودائم ہے۔اس مدرسے میں دینی وعصری دونوں قسم کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع کیا۔۱۹۸۰ء تک بہ طورِ ناظم تعلیمات اور ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۴ء تک رکن انتظامیہ رہے۔جامعہ عربیہ ریاض العلوم لیاقت کالونی حیدر آباد کے بانیان میں شامل ہیں اس مدرسے کا قیام ۲دسمبر ۱۹۶۶ء ہوا اس ادارے میں بہ طورِ مشیر، رضاکار استاد، مجلس انتظامیہ کے رکن اور مہتمم وابستہ رہے۔یہ مدرسہ پہلے مدرسہ دینیات مارکیٹ ٹاور کی شاخ تھا جب وسعت اختیار کر گیا تو درس گاہ دینیات مارکیٹ ٹاور اس کی شاخ ٹھہری۔[۶] '' قومی تنظیم نو''نوجوانان مسلم راجپوت'' کے سیکریٹری رہے۔نوجوانوں کو اصلاحی مقصد کے لیے'' تحریک اخلاق ومحبت'' سے جوڑنے کی کوشش کی۔

ہم عصر شعرا

حشر مہند گڑھی، تابش یوسف زئی، بابو رفیق ریواڑوی اور غنی دہلوی شامل ہیں عزیز دانش ان شعرا کے ساتھ مشاعروں میں شرکت کرتے رہے ہیں۔۷؎

شاگرد

ان کے شاگردوں میں عبدالوحید قریشی (پ:۱۹۳۹ء) اور عبدالرحیم ارحم قریشی (پ: ۱۹۶۲ء) کا شمار شعر وادب کے سلسلے میں کیا جاسکتا ہے اول الذکر عبدالوحید قریشی اپنے استاد کے گھر کے سامنے واقع مکان کے باسی ہیں زمانہ طالب علمی میں عزیز دانش سے عربی وفارسی کی مکتبی تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاح سخن لی اور مشق کرنے، بلاشبہ اشعار کا ایک ذخیرہ حافظے میں محفوظ ہے جس میں مشاہیر ادب اور ان کا کلام دونوں ہی شامل ہے۔ عبدالوحید قریشی جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں حیدر آباد سے رکن سندھ اسمبلی رہے ہیں اور شہر کی مشہور و معروف سماجی شخصیت ہیں ان کا استاد کی نسبت سے تخلص " اختر دانش" اسی شاعرانہ دور کی یادگار ہے لیکن انھوں نے جلد ہی اس پتھر کو چوم کر چھوڑ دیا۔۸؎

موخر الذکر حیدر آباد سندھ کے شعری ماحول میں ارحم قریشی کے نام سے معروف ہیں ارحم قریشی صاحب تصنیف ہیں ان کا غیر منقوط مجموعۂ کلام " معلم عالم" ادبی حلقوں میں اِن کی شہرت کا سبب ہے، انھوں نے مولانا عزیز دانش سے روایتی مکتبی تعلیم ضرور حاصل کی مگر شاعری میں اصلاح نہیں لی۔ " معلم عالم ﷺ "کا انتساب اپنے استاد کے نام کیا ہے۔۹؎

سلسلہ تصنیف وتالیف

ان کی تصانیف کی کل تعداد ۳۵ ہے۔ تصانیف کی زمانی ترتیب یہ ہے: " جدید اردو مفردات"، " شعر ترنم "فضائل ومسائل ماہ رمضان"، اردو ادب کی تدریس وتمرین"، " زندگی سوز جگر ہے" ، " دلسوزی رعنائی" ، " مختصر التسہل فی لغۃ التنزیل" ، " آسان تصوف"، " اسلام کا خانگی نظام: حدیث پاک کی روشنی میں" ، " تصوف : عصر جدید میں "، " تکمیل فرد معاشرت"، " طوفان زندگی اور اس کا تدارک"، " تعمیر شخصیت"، " یاد حبیب ﷺ " ، " دیباچۂ کونین ﷺ، چار جلدوں پر مشتمل" تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان" ، " آسان تعلیم الصرف" ، " ہجوم گل" ، " نشاط آرزو" ، " آسان تعلیم النحو" ، " شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات" ، " نالہ بے سود" ، " زمزمۂ حرم" ، " ترویج مطالعۂ القرآن" ، " فلسفۂ تاریخ وفطرت" ، " عربی زبان کے بنیادی قواعد" ، " لغت القرآن" ، " نکات و معارف" ، " ریواڑی کے بزرگان دین" ، " مسلم برادریوں کی پنچایت اور معاشرت کا شرعی نظام" اور " مسلم برادریوں کی شرعی اور اخلاقی راہ عمل" شامل ہیں۔

ا۔ " جدید اردو مفردات" جولائی ۱۹۵۴ء میں خاتون خانہ کی تعلیم کے لیے مرتب کیا گیا تھا بعد ازاں اس میں اضافہ بھی جاری رہا۔ اس تصنیف میں آرائش تراکیب اردو اور مضمون نگاری کے قواعد وضوابط ہیں، شعروں کے ذریعے تفہیم کی گئی ہے متعلقہ مفردات کے بعد نمونے کے طور پر مضمون

شامل ہے اور موضوع کی مناسبت سے مختلف شعرا کے اشعار پیش کیے گئے ہیں آخر میں ادبی ذوق کو پروان چڑھانے کے لیے مستند اور معتبر ادیبوں کے لیے کتب تک رہنمائی کی گئی ہے اور مطالعے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

۲۔" شعر ترنم" اس میں وہ نظم و نعت شامل ہیں جو مجلس ادب اور جلسوں میں پڑھی گئی تھیں، اس مجموعے کو ۱۹۶۰ء میں ان کے بھائی سیف الرحیم نے شائع کرایا۔ مرکزی اردو بورڈ لاہور نے سندھ میں اردو مطبوعات میں اس پر تبصرہ کیا:

"عزیز دانش کوئی معروف شاعر نہیں لیکن ان کے کلام کا یہ مجموعہ ان کی کاوشوں کی ایک ایسی دلیل ہے جس سے ان کے مذاق شعر و انداز بیان کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔" ۱۰۔

۳۔" فضائل و مسائل ماہ رمضان" ایک کتابچہ ہے جس پر سال اشاعت ۱۳۸۰ ہجری (۱۹۶۰ء) درج ہے۔

۴۔" اردو ادب کی تدریس و تمری ن"۱۹۹۵ء کو حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ اس میں اردو مضمون کے متعلق مضامین ہیں۔

۵۔" زندگی سوز جگر" دیوان ہے جو ۱۹۹۵ء میں حیدر آباد سندھ سے شائع ہوا۔ اس دیوان مولانا اشرف علی خان سے منسوب کیا ہے۔ اس دیوان کے آغاز میں تین حمدیں، ایک نعت رسول مقبول ﷺ، ایک منقبت اور ۱۲۶ غزلیں شامل ہیں۔ منقبت اور چند اشعار مولانا اشرف علی خان کے لیے ہیں۔ غزلوں پر دیے گئے عنوانات غزل کے مرکزی خیال پر مشتمل ہیں۔ رنگ شاعری عارفانہ اور ناصحانہ ہے۔

۶۔" دلسوزی رعنائی"۱۹۹۵ء کو حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ شعری مجموعہ ہے۔

۷۔" مختصر التسھل فی لغۃ التنزیل" ۱۹۹۵ء کو حیدر آباد سے شائع ہوئی۔

۸۔" آسان تصوف" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتابچہ تصوف کے موضوع پر ہے اس کا ذکر" مختصر التسھل فی لغۃ التنزیل" میں ہے اس تصنیف کا سال اشاعت ۱۹۹۵ء ہے قیاس ہے کہ اس کا سال اشاعت ۱۹۹۵ء یا اس سے قبل کا ہو گا۔

۹۔" اسلام کا خانگی نظام: حدیث پاک کی روشنی میں"۱۹۹۶ء کو حیدر آباد سے شائع ہوئی۔

۱۰۔" تصوف: عصر جدید می ں"۱۹۹۶ء کو حیدر آباد سے شائع ہوئی۔

۱۲۔" تکمیل فرد معاشرت"۱۹۹۶ء کو حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ اخلاقی و اصلاحی مضامین پر مشتمل تصنیف ہے۔

۱۳۔" طوفان زندگی اور اس کا تدارک"۱۹۹۶ء میں حیدر آباد سے شائع ہوئی۔

۱۴۔" تعمیر شخصیت"۱۹۹۶ء میں ان کی اپنی قائم کردہ حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدر آباد سے شائع کی ۱۵۲ صفحات پر مشتمل اس تالیف میں شخصی کردار کی اصلاح پر مبنی مضامین کا مجموعہ ہے۔

۱۵۔" یاد حبیب ﷺ "نعتیہ مجموعہ ہے جو ۱۹۹۷ء میں حیدر آباد سندھ سے شائع ہوا۔

۱۶۔" دیباچۂ کونین ﷺ "۱۲۸ صفحات پر مشتمل نعتیہ مجموعہ حیدر آباد سے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا۔

۱۷۔" تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان "۵۷۳ صفحات پر مشتمل جلد اول ۱۹۹۷ء میں حیدر آباد سندھ سے شائع ہوئی۔

تقسیم ہند کے نتیجے میں مسلم راجپوت برادری ملک کے مختلف حصوں میں بٹ گئی تھی عزیز دانش کو" تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان " لکھنے کا خیال آیا وہ لکھتے ہیں: " راقم ابھی درس نظامی کے طالب علمی کے دور سے گزر رہا تھا کہ سن ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہو گیا اور حق تعالیٰ کی نصرت ورحمت سے پاکستان عالم وجود میں آ گیا اور برادری کو کسمپرسی میں ترک وطن کرنا پڑا۔ ممکن ہے کہ راقم کو ریواڑی میں زندگی کے کچھ اور بھی مرحلے طے کر چکا ہوتا تب بی تاریخ نگاری کا خیال دامن گیر نہ ہوتا مگر تقسیم ہند نے برادری کو پاکستان کے مختلف شہروں میں تقسیم کر دیا اور اس کے اس طرح بکھر جانے پر برادری کے سنجیدہ حضرات فکر مند تھے ان حالات نے راقم کو مہمیز دی اور اسی طالب علمی کے دور میں یعنی تقسیم ہند کے تقریباً چار پانچ سال بعد خیال ہوا کہ قومی تاریخ مرتب کی جائے تاکہ آئندہ نسلوں میں باہمی تعارف اور ہم آہنگی برقرار رکھنے میں کچھ مدد ملے اور اسلاف کی پیروی میں دینداری کو فروغ ملتا رہے، بذات خود بھی قومی تاریخ، قوموں کی فطری اور عقلی ضرورت ہے۔"۱۱۔

۱۸۔" تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان "، جلد دوم ۵۴۲ صفحات پر مشتمل ہے اور حیدر آباد سندھ سے شائع ہوئی لیکن اس جلد پر سال اشاعت درج نہیں ہے۔

۱۹۔" تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان "، جلد سوم، حیدر آباد سندھ سے شائع ہوئی، سالِ اشاعت درج نہیں۔

۲۰۔" تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان "، جلد چہارم،، حیدر آباد سندھ سے شائع ہوئی، سال اشاعت درج نہیں۔

عزیز دانش نے تاریخ نگاری کے سلسلے میں ۵۳۔۱۹۵۲ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۶ء میں ملک کے طول وعرض کا سفر اختیار کیا۔ اس دوران میں انھوں نے کراچی، لاہور، بہاول پور، اوچ شریف، لودھراں، دھنوٹ، کہروڑپکا، چنی گوٹھ، ٹنڈوآدم کا سفر طے کیا۔ گھر گھر افراد کا ریکارڈ جمع کیا اور مردم شماری رجسٹر ڈ مرتب کیا۔ کتب خانوں کی خاک چھانی، کتب خانوں کے منتظمین سے رابطے کیے، ریواڑی ہندوستان سے مواد اکھٹا کیا۔ ۱۲۔

۲۱۔" آسان تعلیم الصرف "عربی زبان کے ابتدائی صرفی مسائل کی تسہیل وتمرین کے موضوع پر ہے سال اشاعت ۲۰۰۰ء ہے۔

۲۲۔" ہجوم گل "، شعری مجموعہ ہے کوشش کے باوجود تفصیلات دستیاب نہیں ہو سکیں۔

۲۳۔" نشاط آرزو "، نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے۔

۲۴۔" آسان تعلیم النحو "عربی زبان کے معروف نحوی مباحث کی تسہیل وتمرین کے موضوع پر ہے سال اشاعت ندارد ہے۔

۲۵۔ ’’ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات‘‘ یہ شعری مجموعہ ہے اس کے متعلق کوشش کے باوجود تفصیلات دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔

۲۶۔ ’’ نالہ بے سود‘‘، عشق و معرفت ، سوز و گداز اور فکر انسانیت پر مشتمل نظموں کا مرقع ہے۔ اسے ’’ تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان، جلد دوم‘‘ کے آخر میں زیر طبع بتایا گیا ہے۔

۲۷۔ ’’ زمزمۂ حرم‘‘ دیوان ہے جس حمدیں، نعتیں، نظمیں اور دعائیں شامل ہیں اس دیوان کے آخر میں ’’ تپش ناتمام‘‘ کے عنوان سے ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۱ء تک کی منظومات کا انتخاب بھی ہے۔

۲۸۔ ’’ ترویج مطالعۂ القرآن‘‘ قرآنی مفاہیم کے سلسلے کی تصنیف ہے سالِ اشاعت درج نہیں ہے۔

۲۹۔ ’’ فلسفۂ تاریخ و فطرت‘‘ مدرسہ ریاض العلوم لیاقت کالونی کے کتب خانے کی فہرست کتب میں نام درج ہے کوشش کے باوجود مل نہیں سکی ۔۲۲۳ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں فلسفۂ تاریخ و تمدن اور دوسرے حصے میں فلسفۂ فطرت و استعداد ہے۔ ۱۳۔

۳۰۔ ’’ عربی زبان کے بنیادی قواعد‘‘ یہ کتاب دستیاب نہیں ہو سکی ہے۔

۳۱۔ ’’ لغت القرآن‘‘ اسے ’’ تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان، جلد دوم‘‘ کے آخر میں زیر طبع بتایا گیا ہے۔

۳۲۔ ’’ نکات و معارف‘‘ اشرف علی تھانوی کے سوانحی خاکہ ، تجدیدی تعلیمات، ملفوظات، اصلاحات اور صدہا موضوعات کے نکات و معارف پر مشتمل انتخاب و تلخیص بتایا گیا ہے۔ کمپوزنگ ہوچکی ہے طباعت کے مراحل میں ہے۔ ۱۴۔

۳۳۔ ’’ ریواڑی کے بزرگان دین‘‘ اس تذکرے میں ریواڑی کے علمائے کرام، صلحاء، سیرت و سوانح، ریواڑی شہر کی مساجد، ان کے بانی اور ائمہ و متولین کا تذکرہ شامل ہے۔ زیر طبع تذکرہ ہے۔ ۱۵۔

۳۴۔ ’’ مسلم برادریوں کی پنچایت اور معاشرت کا شرعی نظام‘‘ یہ زیر طبع تصنیف رجسٹر سائز کے قلمی ۸۲۴ قلمی صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۶۔

۳۵۔ ’’ مسلم برادریوں کی شرعی اور اخلاقی راہ عمل‘‘ یہ ۲۶۷ صفحات پر مشتمل زیر طبع تھی۔ ۱۷۔

یہ تمام تصانیف حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدر آباد سے شائع کی گئی ہیں جو مارکیٹ ٹاور پر ان کے گھر اور مدرسہ سے متصل ہے۔

متعدد اخبارات و رسائل کے لیے منظوم لکھا۔ ہفت روزہ ’’ راہنما‘‘ حیدر آباد کی ادارت سے وابستہ رہے۔ اسی ہفت روزہ میں نعتیں، نظمیں، قطعات وغیرہ شائع ہوتے رہے ہیں۔

بہ طور شاعر

عزیز دانش شعر گوئی کی ابتدا کے متعلق بتاتے ہیں کہ حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ بچپن ہی سے شعر موزوں کرنے لگے جنون طلب علم نے گوشہ نشین بناڈالا،ابتدا نعت گوئی سے ہوئی احباب کی خود ساختہ محفلوں میں سنا کر داد وصول کرتے،نو عمری میں غزلیں کہنا شروع کیں،اپنے شہر کے مشاعروں میں شرکت کی،ایک دوست کے توسط سے استادالاساتذہ شجاع الدین شجاعؔ سے اصلاح لینا شروع کی جونار نول سے ترک وطن کر کے ریواڑی آئے تھے۔

لکھتے ہیں:

"راقم کی تک بندی کا سلسلہ بچپن سے جاری ہے۔قریب بلوغ ایک غیر رسمی مجلس میں کسی شخص نے تذکرہ کیا کہ مصرعہ مطروحہ شائع ہوا ہے: ع سامنے انتظار کے لطف وصال کچھ نہیں۔ان دنوں میں نعت شریف کے موضوع پر تک بندی کیا کرتا تھا،میری زبان سے بے ساختہ یہ مصرع ادا ہوا:ع میرے نبی کے سامنے حسن ہلال کچھ نہیں۔ میرِ مجلس نے جو شاعر تو نہ تھے لیکن سخن فہمی کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اور اکثر اساتذہ کا کلام گنگنایا کرتے تھے ایک ہم مجلس سے فرمایا کہ یہ لڑکا شاعر ہوگا۔"۹؎

ان کا کلام دینی موضوعات مثلاً: حمد، نعت اور اصلاحی نوعیت کا حامل ہے اپنی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں:

"مجھے اصناف سخن میں اصلاحی یا تنقیدی نظم، نعت شریف اور پاکیزہ غزل سے دلچسپی رہی ہے۔زیر نظر مجموعہ غزلوں پر مشتمل ہے،امید ہے کہ سخن شناس خوش ہوں گے اور بارگاہ حق سے اشاعت حق کا ثمرہ ان شاءاللہ ملے گا۔"۱۰؎

عزیز دانش کا بہ طورِ شاعر ایک اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی ۳۵ تصانیف میں سے ۱۰ شعری تصانیف ہیں ان تصانیف میں " شعر ترنم "،"دلسوزی رعنائی "،" ہجوم گل "،"زندگی سوز جگر ہے "،" شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات "،" نالہ بے سود "،" یاد حبیب ﷺ "،" نشاط آرزو "،" دیباچۂ کونین ﷺ "اور "زمزمۂ حرم " شامل ہیں۔ان کا بیشتر کلام جو انھوں نے قیام پاکستان سے قبل کہا تھا دو سوا کیاون غزلیات کے سوا سب ضائع کر دیا ان کی ایک غزل جو ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۸ء کے درمیان لکھی تھی دیکھیے:

موج ترنم

جوش و نشاط و حسن تکلم ہے، زندگی
صبح بہار ساز، تبسم ہے، زندگی

شائستہ حیات ہیں ، ایمان و ایمان
بالاتر گمان و تو ہم ہے، زندگی

ابلیس و نفس ،دز درِ جبلت ،صلائے عام

اللہ! شب بخیر، تلاطم ہے، زندگی
ہر لحظہ اپنے فکر و عمل پر، نگاہ رکھ
اے مستِ خواب! دیدۂ انجم ہے زندگی
اے شہسوار جادۂ تمکین ، ہوشیار
میدان عبدیت میں ،تقدم ہے زندگی
لوح جبین و تختۂ صحرا، کتاب گل
ہر گام حسن تعلم و درس ہے زندگی
تقدیسِ حسن یار ہے، وجدان کائنات
آسودگی موج ترنم ہے زندگی
یہ بھی کوئی حیات ہے دانش کہ ان دنوں
فکر معاشیات ہی میں گم ہے زندگی ١١؎

عزیز دانش موضوعاتی شاعر ہیں غزل گوئی میں اسی پہلو کو مرکزیت حاصل ہے گو کہ غزل کا ہر شعر اپنی جگہ انفرادیت کا حامل ہوتا ہے اِن کی غزلوں کو عنوان دیا جاسکتا ہے اس سلسلے وہ رقم طراز ہیں:

”یہ معلوم ہے کہ غزل کا ہر شعر مستقل بالذات ہوتا ہے اور ردیف قافیے کے تسلسل میں رہ کر بھی اپنا جداگانہ تشخص قائم رکھتا ہے، مسلسل غزلیں شاذونادر ہی ہوتی ہیں،البتہ ہر غزل کا فطری ماحول یا وحدت تاثر بالعموم ایک ہی ہوتی ہے لیکن نظم کی طرح غزل کا باقاعدہ کوئی عنوان طے کرنا بے سود کوشش ہوگی،اسی بناپر ہم نے غزل کی کسی ایک ترکیبِ لفظی یا مصرع کو عنوان قرار دے دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی مضامین کے تنوع کی بناپر سورہ کے کسی ایک نمایاں لفظ سے سورتوں کو موسوم کیا گیا ہے۔ مثلاً: البقرہ،آلِ عمران،المائدہ وغیرہ،امید ہے کہ یہ جدت پسند کی جائے گی۔“ ١٢؎

ان کی ایک غزل بہ عنوان” ہم ایسی شاہراہ کو زنداں سمجھ گئے “اسی سلسلے کی کڑی ہے ملاحظہ کیجیے:

جو فطرت نمود بہاراں سمجھ گئے رازِ و جودِ عالم امکاں سمجھ گئے

جو آستاں غیر پہ سجدہ فروش ہیں ذرّہ کو ، آفتاب درخشاں سمجھ گئے

اصل حجاب، یہ ہے کہ جلوؤں کے باوجود اُس نور کائنات کو پنہاں سمجھ گئے

آیات بینات کہاں ، فکر و ظن کہاں تاریکیٔ خیال کو عرفاں سمجھ گئے

اپنا مآل درس نظامی ہے اس قدر جو کچھ بھی پڑھ لیا، اسے قرآں سمجھ گئے

اک وہ سلف کہ بحر کو پایاب کردیا اک ہم کہ موج موج کو طوفاں سمجھ گئے

رہنے دے ، اے مبلغ آزادی خیال مضمون سمجھ گئے ، ترا عنواں سمجھ گئے

جن کو فروغِ بزم نبوت ہے ناگوار وہ عہدِ خوشگوار کو ویراں سمجھ گئے

فکرونظر ہے فتنہ تحقیق بے عمل ہم سادگی سے درد کو دُرماں سمجھ گئے

پاکیزگی و بندگی وہ حسن زندگی ہم ایسی شاہراہ کو زنداں سمجھ گئے

لٹتا رہے گا ، اہل محبت کا کارواں بس ہم مزاج گردش دوراں سمجھ گئے

حضرت فقط "ولی" تھے "عبادت" گذار تھے اور ہم جناب شیخ کو انساں سمجھ گئے۱۳؎

۱۹۵۲ء میں طلبِ علم ،درس وتدریس ،تصنیف وتالیف کے سبب مشاعروں میں شرکت بند کردی،اردو شعرا کا مطالعہ بے حد کم ہے غالب کا کسی قدر مطالعہ رسائل کی بدولت کیااور البتہ اقبال کا مطالعہ قدرے بہتر انداز میں کیا،اصغر گونڈوی کا کلام سرود زندگی پڑھنے کا اتفاق ہوا تو متاثر ہوئے۔ مختلف نشستوں اور مشاعروں میں طرحی وغیر حی غزل خوانی، دینی وسیاسی جلسوں میں پر جوش نظمیں پڑھتے رہے ہیں۔

بہ طور نثر نگار

عزیز دانش کی مادری زبان اردو ہے ریواڑی ضلع ہریانہ آبائی وطن ہے جسے محض ۴۸ میل کی معمولی مسافت کے ساتھ دہلی کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہے بچپن اور لڑکپن اسی علاقے میں گزرا ہے۔ زبان مادری، شعر و ادب کا عمدہ باذوق، اعلیٰ تعلیم، اہل علم کی صحبت اور درس و تدریس جیسے پیشے کے سبب زبان و بیان کے معیار کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے شعر گوئی کے ساتھ ساتھ نثر بھی معیاری ہے۔ ''تعمیر شخصیت'' اصلاحی مضامین پر مبنی مجموعہ ہے۔ اس کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

''یہ کتاب 'مختلف مضامین پر مشتمل ہے، جو حسب موقع مختلف اوقات میں سپرد قلم ہوئے، تحریر کے وقت یہ خیال نہ تھا کہ کبھی ان مضامین کو یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے گی۔ اس وجہ سے ان میں کوئی خاص تصنیفی ربط و تسلسل تو نہیں ہے۔ البتہ ان مضامین کا نصب العین ایک ہی ہے یعنی '' تزکیہ فکر و عمل '' لہٰذا جداگانہ مضامین کے باوجود ان میں ایک معنوی ربط و تعلق ہے۔ اگر کسی شخص کے لیے عبرت و بصیرت کا باعث ہوں تو ہمیں دعائے خیر میں یاد رکھے، بعض مضامین مختلف اوقات میں لکھنے کے باعث کہیں کہیں تکرار بھی ہے، جس کو خود مضمون کے تسلسل کے باعث حذف کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔'' ۱۴؎

ان کی نثر کے منتخب اقتباسات بہ طور نمونہ ملاحظہ کیجیے:

''جو لوگ کسی مخصوص علاقہ کی اردو زبان اور محض محاورہ بندی کو شعر کی روح تصور کرتے ہیں، جھک مارتے ہیں، شعر نام ہے رفعتِ خیال اور ندرتِ بیان کا بلکہ اصل ندرتِ بیان اور جدتِ اسلوب ہے جب کہ رفعتِ خیال، مشترک متوارد اور متحد ہو سکتی ہے، جسے حسنِ بیان اور رنگینی اظہار، نیا لباس پہنا کر نئی آن بان کے ساتھ جلوہ گر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ندرتِ اسلوب کو '' تصریف آیات'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔'' ۱۵؎

''معلم عالم'' کی تقدیم میں لکھتے ہیں:

''اس حقیقت کو بہر حال تسلیم کرنا چاہیے کہ نعت کو اپنی حدود و آداب کے اعتبار سے ایک نازک صنف سخن ہے۔ تنقید نگاروں کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جہاں اوصاف رسالت ﷺ کا بیان نثر میں نہ ہو بلکہ کمالاتِ نبوت اور عشق نبوی کا اظہار شفتگی و ربودگی، سوز و گداز او محبت و عقیدت کے کیف سرور میں ڈوب کر شعری اُسلوب میں ہو وہاں اشعار کو جانچنے کے لیے فقہ و کلام کے ترازو کی بجائے میزان عشق و جنون کی ضرورت ہے بقول علامہ **اقبال:**

وہ رمز شوق کہ پوشیدہ لاالہ میں ہے
طریق شیخ فقیہا نہ ہو تو کیا کہیے

کیا فقہ وکلام کی ترازو میں مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ کے درج ذیل شعر کو تولا جا سکتا ہے:

نہ	آخر	رحمتہ	اللعالمن
نہ	محروماں	چرا غافلی	نشینی

یا حاجی امداد اللہ مکی علیہ الرحمہ کے درج ذیل شعر

ہو آستانہ	آپ	کا	اور	امداد	کی	جبیں
اور	اس	سے	زیادہ	کچھ	نہیں	درکار	یارسول

دراصل یہ استغاثہ نہیں محض اک عاشقانہ تخیل ہے جس سے مقصود صرف اظہارِ شوق و اشتیاق ہے، اہل فن و ارباب ذوق بخوبی جانتے ہیں کہ اشعار میں تخیلات و استعارات و دیگر اسالیب بلاغت کو کتنا دخل ہوتا ہے اور یہ کہ ان استعارات سے شاعر کے عقائد کا تعلق نہیں ہوتا، الا یہ کہ وہ اپنی نثر میں تقریر میں مافوق الاسباب استغاثہ بالغیر کو جائز قرار دے۔ عالم تخیل میں خطاب بالغیب ہر زبان و ادب کا ایک معروف اور دلکش اُسلوب ہے اردو فارسی کے ایسے ہزاروں اشعار پیش کیے جا سکتے ہیں کہ شاعر اپنے محبوب مجاز کو عالم تخیل آواز دیتا، پکارتا اور حرف خطاب دیتا ہے۔۱۶؎

عزیز دانش کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں ان میں ایک پہلو نثر نگار کا ہے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد نظم نگاری پر نثر نگاری کو ترجیح دینے لگے۔ ان کے مضامین و تصانیف کا گراں قدر حصہ نثر پر مشتمل ہے اس کا اجمالی جائزہ پیچھے لیا جا چکا ہے ان کی نثر ادبی و غیر ادبی دونوں میں اصلاحی پہلو نمایاں ہے۔ ان کی کل ۳۵ تصانیف میں سے ۲۱ تصانیف نثر میں ہیں جس کی ان کی نثری کاوشوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

مشاہیر کی آرا

ڈاکٹر غلام مصطفی خاں ان کی بعض کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ماشاءاللہ حضرت محترم (عزیز دانش) کا علمی ادبی اور تحقیقی ذوق بہت بلند ہے اور وہ اپنے قارئین کو بھی اسی ذوق کی تلقین کرتے ہیں۔"۱۷؎

ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں:

"آپ کا کلام جستہ جستہ دیکھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ درد دل رکھتے ہیں اور آپ میں بیان کرنے کی اچھی صلاحیت موجود ہے۔"۱۸؎

ہمدرد یونی ورسٹی کے بانی، سابق گورنر سندھ اور سفر نامہ نگار حکیم محمد سعید لکھتے ہیں:

’’وہ(عزیزدانش)شاید پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اپنی غزلوں کو مخصوص عنوان کے تحت شائع کیا ہے اور اپنے مخصوص پیرایہ اظہار کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ انھوں نے غزلوں کو مخصوص عنوانات کے تحت شائع کر کے دراصل قرآن پاک کی تقلید کی ہے قرآن پاک کی بھی متعدد سورتوں کا عنوان ان کے مرکزی خیال کو اجاگر کرتا ہے۔‘‘ ۱۹۔

سلطان جمیل نسیم کہتے ہیں:

’’آپ کا مجموعہ کلام‘‘نشاط آرزو’’موصول ہوا میں نے رات میں تقریباً سارا مجموعہ پڑھا، نشاط آرزو میں شامل تمام غزلوں اور نظموں میں کشش و جاذبیت نے ذہن کو ادھر ادھر منتقل ہونے ہی نہیں دیا، نشاط آرزو کی بڑی خصوصیت میں آپ کا بے ساختہ انداز بیان ہے آپ نے سیاسی سماجی موضوعات کو نہایت شاعرانہ انداز میں بیان کیا ہے۔‘‘۲۰۔

عزیزدانشؔ نے حیدرآباد سندھ مارکیٹ ٹاور پر موجود رہائش سے متصل ایک اکیڈمی حاجی امداللہ اکیڈمی قائم کی تھی وفات کے بعد صاحبزادے مفتی فیضان چلا رہے ہیں۔ ۷اگست ۲۰۰۷ء کو انتقال کیا۔۲۱۔

حواشی وحوالہ جات

اماہ نامہ ’’ نعت‘‘ لاہور، دسمبر ۲۰۰۰ء۔

عزیزدانش امدادی کا ذکر رسالہ سندھ کے نعت گو شاعروں میں ہے۔یہ راجا رشید محمود کی زیرِادارت لاہور سے نکلنے والا ماہ نامہ ’’ نعت‘‘ کا شمارہ ہے۔’’ سندھ کے نعت گو‘‘شعرا پر مشتمل یہ دسمبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ ہے اس شمارے میں حیدرآباد سمیت پورے سندھ کے دستیاب شعرا کا تذکرہ ہے۔کل شعرا کا تذکرہ ہے ان ۱۰۳ شعرا میں سے ۶۲ کا تعلق حیدرآباد سے ہے۔

ص ۱۲، زندگی سوز جگر ہے ۱۹۹۵ء۔

ےص ۵’’تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان‘‘، ج اول، حیدرآباد سندھ۔۱۹۹۷ء۔

اندرونی سرورق’’ اردو ادب کی تدریس و تمرین‘‘۔

ے’مولانا عزیزدانش‘‘از عبدالرحیم ارحمؔ قریشی روزنامہ پاسبان حیدرآباد ۲۴ مارچ ۲۰۱۲ء۔

ص ۹۲۸ ’’ تاریخ وتمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان‘‘، ج اول، حیدرآباد سندھ۔۱۹۹۷ء

ص ۱۳ ’’ زندگی سوز جگر ہے‘‘ ۱۹۹۵ء۔

۔انٹرویو: عبدالوحید قریشی۔

انٹرویو: عبدالرحیم ارحمؔ قریشی۔

"۔ نغمہ کجا و من کجا"، زندگی سوز جگر ہے، حیدر آباد، ص ۱۴۔۱۹۹۵ء۔

ص ۵ " تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان"، جلد اول، حیدر آباد سندھ۔۱۹۹۷ء۔

ص ۶۔ایضاً۔

ص ۱۱۰ " تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان"، جلد دوم "س ن۔

ص ۱۱۰ " تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان"، جلد دوم "س ن۔

ص ۱۱۰۶، " تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان"، جلد دوم "س ن۔

ص ۱۱۰۷، " تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان"، جلد دوم "س ن۔

۱۷۔ص ۱۱۰۸، " تاریخ و تمدن مسلم راجپوت کنیری بھٹی پاکستان"، جلد دوم "س ن۔

ص ۵ تا ۷، تقدیم از عزیزالرحیم دانش، " معلم عالم ﷺ"، مصنف: عبدالرحیم ارحمؔ قریشی، ۲۰۱۴ء، حیدر آباد۔

ایضاً۔

ایضاً۔

ایضاً۔